ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا مرتب کردہ

الصحیفہ الصحیحۃ

موسوم بہ صحیفہ ہمام بن منبہ

تحریر: حفیظ الرحمٰن قریشی ☆

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم 16 محرم 1326ء 19 فروری 1908ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوے۔ دسمبر 2002ء کے تیسرے ہفتے میں فلوریڈا امریکہ کے ایک ہسپتال میں بعمر 94 سال انتقال کر گئے۔ آپ نے عثمانیہ یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کی سند امتیازی شان سے حاصل کی اور اسی جامعہ میں پڑھانے لگے۔ تقسیم سے کچھ پہلے مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے جرمنی گئے اور بون یونیورسٹی سے بین الاقوامی قانون کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈی فل کی سند حاصل کی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی یہی تحقیق بعد میں ضروری اضافوں کے ساتھ ان کی شہرہ آفاق تصنیف Muslim Conduct of State بنی۔ ازاں بعد جرمنی سے منتقل ہو کر سوربون یونیورسٹی سے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلافت راشدہ میں اسلامی سفارت کاری کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈی لٹ کی سند حاصل کی۔ ابھی وہ باہر ہی تھے کہ 1948ء میں بھارت نے (ریاست) حیدر آباد پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ بھارت اور برطانیہ کی چالبازیوں کے نتیجے میں سقوطِ حیدر آباد کا یہ سانحہ اُن کے لیے اس قدر دل شکن ثابت ہوا کہ وہ پھر کبھی حیدر آباد نہیں گئے۔ اور ہمیشہ کے لیے پیرس ہی کے ہو کر رہ گئے۔

☆ ادارہ نوائے وقت، لاہور۔

آپ مشرق و مغرب کی نوز بازیوں پر قدرت رکھتے تھے۔ اردو' انگریزی' فرانسیسی اور عربی میں بلا واسطہ تحریر و تقریر کی خدمت انجام دیتے تھے۔ مطالعہ اور گفتگو کی اعلیٰ استعداد' جرمنی' اطالوی' فارسی' ترکی اور روسی زبانوں میں بھی حاصل تھی۔ پیرس کے ایک تحقیقاتی ادارے Centre National de La research Scientifique سے ریٹائرمنٹ تک وابستہ رہے۔ علم و تحقیق اور دعوت و تبلیغ سے ایسا رشتہ باندھا کہ پوری عمر تجرد میں گزار دی

ڈاکٹر صاحب نے ایک سو سے زائد کتب تصنیف کیں۔ مختلف بین الاقوامی جرائد میں آپ کے 921 مقالے شائع ہوئے۔ فرانسیسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر بھی آپ کا نمایاں کارنامہ ہے۔ اسی طرح سیرت النبی محمد الرسول اللہ' عہد نبوی کا نظام حکمرانی' عہد نبوی کے میدانِ جنگ' رسول اللہ کی سیاسی زندگی' بزبان عربی' الوثائق السیاسیہ اور دیگر بہت سی اہم کتابیں اہل علم و تحقیق کے لیے یادگار حیثیت رکھتی ہیں۔ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں دیئے گئے آپ کے لیکچرز ''خطبات بہاولپور'' کے نام سے شائع ہو کر بڑی داد وصول کر چکے ہیں.

ڈاکٹر محمد حمیداللہ مرحوم' بالغ نظر تفردات رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے تفردات کے حق میں کرنے کا حق ادا کیا۔ کئی ایک مسائل میں عام لوگ سے مختلف رائے رکھتے تھے۔ ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو تسلیم کرتے تھے' جب کہ عام لوگ اس کے مخالف ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب محدود انداز میں موسیقی کے جواز کے حق میں تھے۔ اُنہوں نے اس سوال کے جواب میں کہ اسلام کس طرح کا نظام حکومت چاہتا ہے کہا ''میرے خیال میں اسلام میں کوئی بھی نظام حکومت متعین نہیں ہے''۔ نظام حکومت چاہے جمہوری ہو' چاہے آمرانہ ہو' یا کسی اور طرز کا ڈاکٹر محمد حمیداللہ کے خیال میں اسلام کسی خاص طرزِ حکومت کا داعی نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ نظریہ عام علما کے نظریات سے متصادم ہے' جو عصر حاضر میں خصوصاً اسلام کے جمہوری یا شورائی نظام حکومت کے قائل ہیں۔

اُن کے پاس روزانہ بے شمار خطوط آتے تھے۔ جن کا جواب وہ خود تصنیف و تالیف و ترجمہ کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے تحریر کرتے' ان خطوط میں بہت سے علمی و فقہی مسائل بھی زیر بحث آتے۔ اس طرح اُن کے خطوط علم و ادب کا گرانمایہ سرمایہ ہیں۔ وہ بہت بڑے محقق' مؤرخ اور سیرت نگار تھے'

لیکن ان میں اہل علم والا وہ ادعا اور وہ غرہ موجود نہ تھا۔ جو کہ عام طور پر ہمارے ہاں کی علمی روایت بن چکی ہے۔ وہ ہر شخص کو خندہ پیشانی سے ملتے اور جو بھی سوال کیا جاتا وہ اپنی بساط کی حد تک اس کا صحیح جواب دیتے۔

صحیفہ ھمام ابن منبہ

ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی شہ پاروں میں سب سے اہم صحیفہ ھمام ابن منبہ کی تلاش اور اس کی اشاعت ہے۔ صحیفہ تدوین حدیث کی ایک قدیم ترین کوشش ہے۔ جسے صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد ابو عقبہ ہمام بن منبہ کے لیے ''صحیفہ الصحیحہ'' کے نام سے مرتب کیا۔ تحقیق کے مطابق یہ نسخہ 58ھ سے پہلے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد پچاس سال سے بھی کم عرصے میں تصنیف ہوا' کیونکہ 58ھ میں حضرت ابو ہریرہ نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کا جنازہ پڑھایا۔ اس سے اگلے سال 59ھ میں آپ نے وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے بکثرت تلامذہ نے کسب فیض کیا۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد آٹھ سو تک بتائی جاتی ہے۔ آپ کی بیان کردہ احادیث کی تعداد 5374 ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ یمن میں پیدا ہوئے 7ھ میں یمن سے ہجرت کی۔ چار سال تک سفر و حضر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق رہے۔ مسجد نبویؐ کا چبوترہ یعنی صفہ آپ کا مسکن تھا۔ حضرت ہمام بن منبہ کا تعلق بھی یمن سے تھا۔ حضرت ابو ہریرہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ وہ اپنے بھائی اور محدث وہب بن منبہ سے عمر میں بڑے تھے۔ ابو عقبہ ہمام بن منبہ کی وفات ۱۰۱ یا ۱۰۲ ہجری میں ہوئی۔ اسی سال خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے 25 رجب 101ھ میں انتقال کیا اور یزید بن عبدالملک اُن کا جانشین بنا

حضرت ہمام نے حضرت ابو ہریرہؓ کے علاوہ حضرت معاویہ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی روایت کی ہے۔ اسحٰق بن منصور نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ہمام ثقہ راوی تھے۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ اپنی تالیف کتاب الثقات میں کیا ہے انہوں نے ابو ہریرہ

سے 138 حدیثیں روایت کی ہیں، جو سب ایک ہی سند سے مروی ہیں۔

۲۔ مخطوطہ صحیفہ کی دریافت

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ ہمیں اس صحیفہ کے دو مخطوطوں کا پتہ چلا۔ ان میں سے ایک مخطوطہ برلن کی لائبریری میں محفوظ تھا، یہ مخطوطہ دوسری عالمی جنگ (1939 سے 1945) سے پہلے تک برلن کے سرکاری کتب خانے میں محفوظ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے 1351ھ یوم عرفہ اور اس سے ایک دن پہلے (منگل بدھ 4 اور 5 اپریل 1933ء) کو لفظ بہ لفظ اصل مسودہ سے نقل کیا۔ یہ مسودہ بارھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے چونکہ راویان حدیث کے اعتبار سے حدیثیں مرتب کی ہیں۔ اس لیے انہوں نے صحیفہ ہمام کو بعینہ محفوظ کر لیا تھا۔ اس سے جہاں صحیفہ کے نو دستیاب شدہ مخطوطے کی توثیق ہوئی، وہیں خود اس مخطوطے سے مسند ابن حنبل کے قابل اعتماد ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے برلن والے مخطوطے کا مسند احمد بن حنبل سے حرف بحرف مقابلہ کر کے زیر تبصرہ ایڈیشن تیار کیا۔ صحیفہ کا ایک مخطوطہ دمشق میں بھی تھا۔ جسے وہاں کی عربی اکادمی نے اپنے جریدے مُجلۃ المجمع العلمی العربی میں بالاقساط شائع کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے 1955ء میں اس کا ایک نیا ایڈیشن تیار کر کے حیدر آباد دکن سے شائع کیا۔ ساتھ 63 صفحات کے ایک فاضلانہ مقدمہ کا اضافہ کیا۔ اس کا اردو ترجمہ حیدر آباد دکن کی ایک عالم فاضل شخصیت مولوی حبیب اللہ نے کیا تھا۔ اس تلاش و تحقیق کے ضمن میں ایک اہم بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو انقرہ یونیورسٹی سے حضرت ہمام کے شاگرد معمر بن راشد کا بھی ایک صحیفہ ملا تھا۔

۳۔ مقدمہ صحیفہ ہمام

ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنے فاضلانہ مقدمے میں مزید لکھتے ہیں۔

''پہلی صدی ہجری کے تقریباً وسط کی یہ تالیف صحیفہ ہمام بن منبہ تاریخی نقطہ نظر سے ایک

گرانمایہ یادگار رہے جولوگ یہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی آنحضرت کے دوتین سوسال بعد لکھی جانی شروع ہوئی اور حضرت احمد بن حنبل، امام بخاری' امام مسلم اور امام ترمذی جیسے ائمہ کو بھی جعلساز قرار دینا چاہتے ہیں ان کی دلیل زیادہ تر یہی رہی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عہد صحابہ کی حدیث کے متعلق کوئی یادگار موجود نہیں ہے۔ اب عہد صحابہ کی یہ یادگار ہمارے ہاتھ میں ہے اور مقابلہ کرنے پر نظر آتا ہے کہ بعد کے مؤلفوں نے مفہوم تو کجا' کوئی لفظ تک نہیں بدلا ہے۔ صحیفہ ہمام کی ہر حدیث نہ صرف صحاح ستہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے حوالے سے ملتی ہے، بلکہ مماثل مفہوم دوسرے صحابہ سے بھی ان کتابوں میں ضرور ملتا ہے اور اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ اس کا انتساب جناب رسالت مآب کی طرف فرضی اور بے بنیاد نہیں' مثلاً زیر اشاعت رسالے کی حدیث نمبر 56 حضرت انسؓ اور نمبر 124 ابن عمر کے حوالے سے بخاری نے بھی روایت کی ہے.

ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنے مقدمہ میں ''صحیفہ ابن ہمام کا تحفظ'' کے عنوان سے مزید فرماتے ہیں

''صحیفہ کی جہاں نسلاً بعد نسل مستقل اور علیحدہ روایت کا سلسلہ جاری رہا۔ وہیں بعض محدثین نے اس کو اپنی تالیفوں میں ضم یا مدغم بھی کرلیا۔ ان میں سے امام احمد بن حنبل بھی ہیں' انہوں نے چونکہ مؤلف یا راوی وار حدیثیں محفوظ رکھی ہیں، اس لیے ان کے لیے ممکن تھا۔ کہ صحیفہ ابن ہمام کو بجنسہ محفوظ رکھیں' اور انہوں نے یہی کیا بھی ہے۔ اس سے جہاں صحیفہ ہمام کے نودستیاب شدہ مخطوطے کی صحت کی توثیق ہوتی ہے وہیں خود اس مخطوطے سے مسند بن حنبل کے قابل اعتماد ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں: سوا تیرہ سو سال میں (آپ نے یہ مقدمہ 1373ھ بمطابق 1954ء میں تحریر فرمایا) اس مجموعے کی عبارت نہیں بدلی بلکہ بجنسہ باقی رہی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے اور ابوہریرہؓ کے اس کو لکھ لینے کی مختصر مدت میں' اس میں تبدیلی وتحریف کا امکان نہ ہونا چاہیے

خاص کر اس لیے کہ یہی حدیثیں حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا سلسلہ اسناد مختلف رہا ہے۔ بعض حدیثوں کی تو کئی کئی صحابہ نے روایت کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنی اس انتہائی قابل قدر تحقیق کے آخر میں مخطوطوں کی کیفیت کے عنوان سے معروف مستشرق اور جرمن زبان میں لکھی گئی کتاب ''تاریخ ادبیات عربی'' کے مصنف بروکلمان کی اس صحیفہ کے ضمن میں کئی فاش غلطیوں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ آخر میں مخطوطۂ دمشق کی تاریخ و کیفیت بیان کی ہے اسی پر مقدمہ ختم ہوتا ہے۔

صحیفہ کے عربی متن مع اردو ترجمہ میں کل 138 حدیثیں درج ہیں۔ جو مخطوطہ دمشق اور مخطوطہ برلن سے نقل کی گئی ہیں، اس کے بعد کے سات صفحات پر آپ نے اختلاف الروایات کے عنوان سے روایات میں اختلاف کی نشان دہی ہے۔ جو کہ آپ کی محنت، اخلاص، دقت نظر، اور محققانہ صلاحیتوں کا بہت بڑا ثبوت ہے، صحیفہ کے عربی متن کے شروع ہونے سے پہلے آخری پیرا میں لکھا ہے

''حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو ستونوں پر قائم ہے، کتابت و قرأت اور سماعت اور وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں''۔ چنانچہ اس دعوے کی تائید میں عربی متن کے آخر میں ''مخطوطۂ دمشق اور مخطوطۂ برلن کی سماعتیں'' کے عنوان سے عربی میں (اردو ترجمہ کے ساتھ) بڑی تفصیل کے ساتھ اسناد پیش کی ہیں۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا، آخر میں ''بازیاد'' کے عنوان سے مخطوطہ کے بارے میں مزید انتہائی اہم معلومات فراہم کر دی ہیں۔ اس ضمن میں خرید وجدی کی کتاب ''الادلۃ العلمیہ علی جواز ترجمہ معانی القرآن الی اللغات الاجنبیہ'' مطبوعہ مصر کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ ''عہد نبوی کی لکھائی کے سلسلے میں جو حضرت سلمان فارسیؓ قابل ذکر ہیں، بعض ایرانی لوگ مسلمان ہوئے اور فارسی میں نماز پڑھنے کی عارضی اجازت مانگی، تو حضرت سلمانؓ نے سورۃ فاتحہ کا فارسی

ترجمہ کر کے انہیں بھیجا۔ تاکہ عربی عبارت حفظ ہونے تک نماز میں اسے پڑھا کریں اور یہ ترجمہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے ترجمہ کر کے بھیجا گیا۔'' عہد رسالت میں کتابت کا کام انجام دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر میں رقم طراز ہیں ''حضرت زید بن ثابت انصاریؓ بادشاہوں کو (من جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خط لکھتے تھے' اور حضور نبوی میں خطوط کا جواب دیتے تھے. ان زبانوں کے جو لوگ اہل زبان تھے' زید بن ثابت انصاریؓ نے ان ہی سے مدینہ میں یہ سب زبانیں سیکھی تھیں.

صحیفہ پر لکھے گئے اس فاضلانہ دیباچے کا چند صفحات میں کماحقہ تعارف کرانا ممکن نہیں ہے' ساٹھ ستر صفحات پر مشتمل یہ تحریر فی الحقیقت کوزے میں دریا بند کرنے کا عملی نمونہ ہے' جس میں حدیث نبوی کی تدوین وحفاظت' پیغمبر اسلام کی تعلیمی سیاست' تعلیم بالغاں' تعلیم نسواں کا انتظام' عہد نبوی میں سرکاری طور پر لکھی ہوئی حدیثیں اور مردم شماری کے ریکارڈ' کتابت کی بعض اتفاقی صورتیں' عہد نبوی میں اہتمام کے ساتھ حدیث کی تدوین' عہد صحابہ میں عام تدوین حدیث کے عنوانات کے تحت تحقیق حقائق کے نادر جواہر ریزے جمع کر دیئے ہیں' ہر سطر چشم کشا ہے' صحیفہ ہمام بن منبہ کی تلاش اس کی تربیت اور اس پر فاضلانہ مقدمہ کی تحریر' ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا ایک عظیم کارنامہ ہے' صحیفہ کی اشاعت منکرین حدیث کے لیے ایک لمحہ فکریہ بھی ہے اگر یہ لوگ تعصب کی عینک اُتار کر صحیفہ کے مندرجات پر کھلے دل سے غور کریں گے تو اس میں اپنے لیے سامان رشد وہدایت پائیں گے۔ اور انہیں اپنے مزعومات کے باطل ہونے کا یقین ہو جائے گا.

معروف مصنف ومحقق ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم نے ایک عرصہ منکر حدیث کی حیثیت سے گذارا۔ پھر انہیں اللہ تعالی کی توفیق سے رجوع کی سعادت نصیب ہوئی۔ کسی نے اُن سے رجوع کا سبب پوچھا تو جواب دیا ''صحیفہ ہمام بن منبہ اور اس پر ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کی تحقیق پڑھنے کے بعد مجھے حدیث کے بارے میں اپنے نظریات پر نظر ثانی کی توفیق نصیب ہوئی۔ وما توفیقی الا باللہ۔ اس ضمن میں ڈاکٹر برق مرحوم خود لکھتے ہیں۔ ''1952ء کے بعد میں نے حدیث کے متعلق اپنا مؤقف بدل لیا تھا (اس دوران مجھ میں ایک اور تبدیلی یہ آئی ہے) اب میں علمائے اسلام کو خواہ وہ کسی مکتب فکر سے تعلق

رکھتے تھے۔ اسلام کا خادم ومعاون سمجھنے لگا ہوں۔ میرے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت کے ہیں' اس کے بعد ڈاکٹر برق مرحوم نے 1969ء میں حدیث کے موضوع پر ایک گراں قدر تالیف' تاریخ حدیث رقم فرما کر اپنے اخلاص کا ثبوت بہم فرما دیا۔

O---------------O